96704 - بیوی خاوند سے محبت کرتی ہے لیکن خوبصورت نہ ہونے کی بنا پر خاوند نہیں رکھ سکتا کیا اسے طلاق دے دے ؟

سوال

میری شادی دو برس قبل ہوئی، اس لڑکی سے اس لیے شادی کی کہ وہ دین پر عمل کرنے والی ہے، اور اس نے قلیل سے عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا، لیکن منگنی کی رات جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے صدمہ ہوا کہ وہ تو خوبصورت نہیں ہے.

لیکن میں نے اپنے اوپر جبر کر کے اس کے دین اور دوسری اچھی صفات کی بنا پر اسے قبول کر لیا، الحمد ہماری شادی ہوئی اور انکشاف ہوا کہ وہ عصبی مزاج کی مالکہ ہے، جس کا ہمارے تعلقات پر بھی اثر ہوا، اور میں شعوری طور پر اس سے اور زیادہ دور ہونا شروع ہو گیا.

حتی کہ میرے خیال میں اس مرحلہ تک پہنچ گیا ہوں میں اس سے محبت نہیں کرتا، اور اسے ہم بستری میں بھی کوتاہی کرنے لگا ہوں، جس کی بنا پر وہ بہت زیادہ ضرر محسوس کرنے لگی ہے، لیکن وہ مجھ سے محبت کرتی ہے.

مجھے خدشہ ہے کہ اگر میں نے اسے طلاق دے دی تو وہ بہت زیادہ متاثر ہوگی، میں اس سے شادی کر کے بہت زیادہ نادم ہوں، اور اس کی وجہ سے بہت زیادہ غمگین ہوا ہوں، لیکن میں اسے رکھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا، اور میں اس کی عمر ضائع نہیں کرنا چاہتا کہ وہ ایسے شخص کے ساتھ رہے جو اس سے محبت نہیں کرتا.

میں بہت پریشان ہوں، میں اللہ سے بہت ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھے سزا نہ دے کیونکہ میں نے اس لڑکی سے شادی کی ہے، حالانکہ میں اس میں رغبت نہیں رکھتا، میں نے ایک مولانا صاحب کا لیکچر سنا جس میں انہوں نے فرمایا تھا :

لڑکی سے دین کی بنا پر شادی کر لو چاہے وہ خوبصورت نہ بھی ہو، اللہ سبحانہ و تعالی آپ کو برکت سے نوازے آپ یہ بتائیں کہ اس کا حل کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

ہم آپ کی ای میل کے جواب میں چند ایک امور بیان کریں گے، اس لیے آپ پوری توجہ کے ساتھ متنبہ رہیں :

اول :

اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کریں، اور ان کے لیے بیان کیا ہے کہ ہو سکتا ہے ان سے اس بیوی کے لیے ناپسندیدگی وارد ہو، اس لیے اسے فوری طور پر بیوی کو طلاق نہیں دینی چاہیے، بلکہ وہ اسے دو اسباب کی بنا پر اپنے پاس رکھے اور صبر سے کام لے :

پہلا سبب :

یہ کہ اگر وہ بیوی کے کسی کام اور اخلاق کو ناپسند کرتا ہے تو اس کے کسی دوسرے کام اور اخلاق سے خوش ہو جائیگا، اور اس شخص کو بھی ایسے ہی کہا جائیگا جس کی بیوی تو خوبصورت ہو لیکن اسے اس کا اخلاق پسند نہ ہو تو ہم اسے کہیں گے کہ :

تم اس کے اخلاق سے راضی ہو جاؤ، اور اس اخلاق کو اسے رکھنے کا سبب بناؤ اور اس پر صبر کرو، کیونکہ یہی عورت تمہاری عزت اور مال کی حفاظت کے بہتر ہے، اور یہی عورت تمہاری اولاد کی تربیت بھی کریگی.

دوسرا سبب :

یقینا اللہ سبحانہ و تعالی اس کے لیے صبر کرنے میں دنیا و آخرت میں خیر کثیر پیدا کریگا، دنیا میں اس سے نیک و صالح اولاد عطا کرکے، اور آخرت میں صبر و تحمل کی بنا پر اجر و ثواب عطا فرمائیگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اوران عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو، اوراگر تم انہیں ناپسند کرتے ہو تو ہوسکتا ہے تم انہیں ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس میں خیر کثیر پیدا فرمادے }.النساء (19).

امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ان کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو، اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہوسکتا ہے تم انہیں ناپسند کرتے ہوئے بھی اپنے پاس رکھو تو اللہ تعالی تمہارا انہیں ناپسندیدگی کے باوجود اپنے پاس رکھنے میں ہی خیر کثیر پیدا فرمادے، اور ان میں تمہیں اولاد نصیب فرمائے، یا پھر ناپسندیدگی کے بعد تم انہیں پسند کرنے لگو"

تفسیر الطبری (122/8).

اور امام ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

قولہ تعالی :

.{اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس میں خیر کثیر پیدا کردے }.

یعنی : ہوسکتا ہے کہ تمہارا انہیں ناپسند کرنے کے باوجود اپنے پاس رکھنا اور صبر کرنا ہی دنیا و آخرت کے لیے بہتر ہو جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہا کا اس آیت کے بارہ قول ہے :

وہ اپنی بیوی پر مہربانی کرے تو اللہ تعالی اس سے اسے اولاد عطا فرمائے، اور اس بچے میں خیر کثیر ہو.

اور حدیث میں آیا ہے کہ :

"کوئی بھی مومن کسی مومنہ عورت سے بغض نہیں رکھتا، اگر اس کے کسی اخلاق سے ناراض ہوگا، تو اس کے کسی دوسرے اخلاق سے راضی ہو جائیگا"

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (243/2).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

"خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک پر واجب ہے کہ اللہ تعالی نے ان پر جو حسن معاشرت اختیار کرنا واجب کی ہے اسے قائم کریں، اور خاوند اپنی بیوی پر اس اعتبار سے مسلط نہ ہوجائے کہ وہ بیوی سے اعلی اور افضل ہے، اور بیوی کے سارے معاملات اس کے ہاتھ میں ہیں.

اور اسی طرح بیوی کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ خاوند کے سامنے بڑا بننے کی کوشش کرے اور نافرمانی کرے، بلکہ خاوند اور بیوی میں سے ہر ایک کو حسن معاشرت اختیار کرنی چاہیے.

اور یہ تو معلوم ہے کہ خاوند کی جانب سے بیوی کے لیے ناپسندیدگی پیدا ہوسکتی ہے، یا تو بیوی کی جانب سے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی بنا پر، یا پھر بیوی کی عقل اور ذکاوت میں کمی کی وجہ سے، یا کسی اور سبب کی بنا پر.

تو پھر اس عورت کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کیا جائے ؟

ہم کہیں گے کہ : یہ تو قرآن مجید میں موجود ہے، اور سنت نبویہ بھی اس کی راہنمائی فرماتی ہے.

اللہ تبارک و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ہوسکتا ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس میں خیر کثیر پیدا فرما دے}.النساء (19).

اور یہ چیز واقع میں بھی ہے کہ بعض اوقات کوئی انسان کسی سبب کی بنا پر بیوی کو ناپسند کرتا ہے، اور پھر اس پر صبر کرتے ہوئے اسے اپنے پاس رکھتا ہے تو اللہ سبحانہ و تعالی اس میں خیر کثیر پیدا فرما دیتا ہے، اور یہ ناپسندیدگی و کراہت محبت و مودت میں بدل جاتی ہے، اور اکتاہٹ راحت میں تبدیل ہوجاتی ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ :

"کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت کو ناپسند نہیں کرتا، اور نہ ہی اس سے بغض رکھتا ہے، اگر اس کے کسی اخلاق کو ناپسند کرتا ہے تو اس کے کسی دوسرے اخلاق سے راضی ہوجاتا ہے"

ذرا یہا جو مقابلہ ہے وہ دیکھیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سبحانہ و تعالی نے کتنی حکمت سے نوازا ہے کہ :

"اگر بیوی کا کوئی اخلاق ناپسند کرے تو اس کے کسی دوسرے اخلاق سے راضی ہوجائیگا"

کیا کسی شخص کی اس دنیا میں ساری مرادیں پوری ہوئی ہیں ؟ نہیں کبھی نہیں ہوسکتیں، آپ کی مرادیں اس دنیا میں پوری نہیں ہوسکتیں، اگر کسی چیز کے متعلق مراد پوری بھی ہوگئی تو کسی اور چیز میں پوری نہیں ہوگی، حتی کہ دنوں میں بھی اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اور ان دنوں کو ہم لوگوں کے مابین پھیرتے رہتے ہیں}.آل عمران (140).

اور ایک جاہلی شاعر کا قول ہے :

ایک ہمارے خلاف اور ایک دن ہمارے حق میں.

جب آپ تجربہ کریں گے تو آپ ایسا ہی پائیں گے، دنیا ایک ہی حالت میں نہیں رہتی، اسی لیے ایک ضرب المثل ہے کہ: "ایک ہی حالت برقرار رہنی محال ہے"

اس لیے اگر آپ اپنی بیوی کا کوئی کام ناپسند کرتے ہیں تو آپ اس کا مقابلہ اس کے کسی ایسے کام سے کریں جو آپ کو راضی کرنے والا ہے تا کہ آپ مطمئن ہو جائیں.

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح جزء نمبر (159) کا مقدمہ.

دوم:

سوال کرنے والے بھائی آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتا چکے ہیں کہ جمال و خوبصورتی ان اسباب میں سے ایک سبب ہے. جس کی بنا پر عورت سے شادی کی جاتی ہے.

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری راہنمائی اس سے بھی افضل اور بہتر چیز کی طرف کی ہے کہ ایک دین والی عورت سے شادی کی جائے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" عورت چار اسباب کی بنا پر بیاہی جاتی ہے، عورت کے مال و دولت کی بنا پر، اور عورت کے حسب و نسب کی وجہ سے، اور عورت کی خوبصورتی و جمال کی بنا پر، اور عورت کے دین کی بنا پر، تمہارے ہاتھ خاک میں ملیں تم دین والی کو اختیار کرو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (4802) صحیح مسلم حدیث نمبر (1466).

بدرالدین العینی رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

قولہ: "اور اس کے دین کی وجہ سے"

کیونکہ اسی وجہ سے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے، اور دین والوں اور مروت سے متصف لوگوں کے لائق بھی یہی ہے کہ وہ دین والی کو اختیار کریں، اور ان کا مطمع نظر دین ہی ہونا چاہیے، اور خاص کر اس معاملہ میں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور آپ کی ساری زندگی میں ساتھ ہے.

اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بڑی تاکید اور بلیغ وجہ سے اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے اسے اختیار کرنے کا حکم دیا جو اس کی غایت ہے، اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"چنانچہ تم دین والی کو اختیار کرو"

کیونکہ اسے اختیار کر کے تم دارین کے فائدے حاصل کر سکو گے، اگر تم نے ایسا نہ کیا جس کا میں نے حکم دیا ہے تو تمہارے ہاتھ خاک میں مل جائیں گے.

اور کرمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یہ فاظفر جواب ہے اور اس کی شرط محذوف ہے، یعنی: جب اس کی تفصیلات ثابت ہو گئیں تو پھر تم اسے اختیار کرو جس کی طرف راہنمائی کی گئی ہے.

اور "تربت یداک" کے معانی اور شرح میں اختلاف کیا گیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ: یہ اصل میں دعاء ہے، لیکن عرب لوگ اسے انکار اور تعجب اور تعظیم اور کسی چیز پر ابھارنے کے لیے استعمال کرتے ہیں، اور یہاں بھی یہی مراد ہے.

اور اس میں اہل دین کے ساتھ صحبت رکھنے کی ترغیب پائی جاتی ہے کہ ہر چیز میں اہل دین کے ساتھ صحبت رکھی جائے؛ کیونکہ جس نے بھی دین والوں سے صحبت اختیار کی تو وہ ان کے اخلاق سے مستفید ہوگا، اور ان کی طرف سے خرابی سے محفوظ رہے گا.

دیکھیں: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (86/20).

سوم:

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ حقیقی جمال و خوبصورتی تو باطن کی خوبصورتی ہوتی ہے، اور ظاہری طور پر دنیاوی خوبصورتی تو زائل اور ختم ہونے والی ہے، یعنی کسی بیماری یا پھر آگ وغیرہ سے زائل ہو جائیگی یا پھر بوڑھا ہونے کی صورت میں بھی وہ خوبصورتی نہیں رہتی.

اس لیے انسان کو وہ خوبصورتی اور جمال تلاش کرنا چاہیے جو زائل نہ ہو، بلکہ کم ہونے کی بجائے اور زیادہ ہو، وہ ایمان اور اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ زائد ہوتی ہے، اور اس کا اثر عورت پر اس کے اخلاق میں ظاہر ہوتا ہے، کہ وہ خاوند کو ہی اپنا سب کچھ سمجھتی ہے اور اس کی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کرتی ہے.

چہارم:

یہ بھی جان لیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند اور بیوی کے مابین تعلقات کو مودت و رحمت کا نام دیا ہے، اور اسے محبت نہیں کہا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

.{اور اس کی نشانیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ نے تمہارے نفس سے ہی تمہاری بیوی کو پیدا کیا تا کہ تم اس سے سکون حاصل کرو، اور تمہارے مابین مودت و رحمت پیدا کر دی، یقینا اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں}.الروم (21).

عقل و شرف رکھنے والوں کی زندگی میں تو اصلا یہی پایا جاتا ہے، کہ نکاح کی رغبت رکھنے والے کو جب کسی نیک و صالح عورت کے بارہ میں علم ہوتا ہے اور وہ اس کے متعلق سنتا ہے کہ یہ شادی کرنے کے لائق ہے تو وہ اس کا رشتہ طلب کرتا ہے اور اسے اس کی خوبصورتی یا پھر اس کا دین یا شرم و حیاء اچھی لگتی ہے تو وہ اس سے شادی کر لیتا ہے.

یہاں یہ نہیں کہا جائیگا کہ اس نے اس سے محبت کی شادی کی ہے، اور نہ ہی اللہ تعالی نے ان کے مابین جو پیدا کرے گا اسے محبت کا نام دیا ہے، یہ لفظی اور محبت کے وجود کا انکار نہیں، بلکہ ایک انتہائی اہم معاملہ پر تنبیہ ہے وہ یہ کہ شادی بہت سارے مقاصد کے لیے مشروع کی گئی ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

مثلا: عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے، اور ایک مسلمان خاندان بنانے کے لیے، اور اولاد پیدا کرنے کے لیے.

اسی لیے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا جو اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا، جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے طلاق دینے کا سبب دریافت کیا تو اس نے عرض کیا:

وہ اس سے محبت نہیں کرتا! تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے جواب دیا:

"اور کیا سارے گھر محبت پر ہی قائم ہیں ؟!

اور ایک عورت سے جب اس کے خاوند نے دریافت کیا کہ کیا وہ اس سے بغض رکھتی ہے ؟ تو عورت نے جواب میں کہا جی ہاں.

چنانچہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس عورت سے فرمایا :

" تم میں کسی ایک کو جھوٹ بولنا چاہیے، اور وہ خوبصورتی اختیار کرے، کیونکہ سارے گھر محبت پر ہی نہیں بنائے جاتے، لیکن اسلام اور حسب پر معاشرت ہوتی ہے "

میرے عزیز بھائی آپ اس میں ذرا غور کریں، اور ان لوگوں کی مشکلات کو دیکھیں جنہوں نے دین کی بجائے صرف خوبصورتی پر شادی کی ان کی زندگی کیسے ہے، اور اس میں کیا تنگیاں اور تکلیفیں اور شقاوت و بدبختی اور شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں.

لیکن اس کے مقابلہ میں جنہوں نے دین والی عورت سے شادی کی ان کی زندگی کی سعادت و خوشبختی کو دیکھیں کہ ان کی زندگی کتنی اچھی بسر ہو رہی ہے، اور وہ اپنی اولاد کی تربیت کیسی کر رہی ہیں.

پنجم :

آپ کے لیے ممکن ہے کہ آپ دوسری شادی کر لیں، اور یہ بیوی بھی اپنے نکاح میں ہی رکھیں، اور آپ کو دو چیزوں کا اختیار ہے کہ :

اول :

اپنی پہلی بیوی کو اس کے پورے حقوق دیں، اور جس طرح دوسری بیوی کے لیے تقسیم کریں پہلی کے لیے بھی ویسے ہی تقسیم کریں، تو یہ حسن معاشرت میں شامل ہوتا ہے جو آپ پر واجب ہے، جیسا کہ ہم پہلے جواب میں بیان کر چکے ہیں، اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ عوما بھی ظلم حرام ہے اور خاص کر جب دو بیویاں ہوں تو حرام ہوگا.

دوم :

آپ اپنی پہلی بیوی سے صلح کر لیں کہ وہ تقسیم میں اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو کر آپ کے نکاح میں ہی رہے اور آپ اس کی دیکھ بھال کریں اور اسے دیکھتے رہیں، اور اس کے پاس جائیں وہاں رہیں، وہ آپ کی اولاد کی تربیت کریگی اور آپ کی عزت و مال کی حفاظت بھی کریگی.

اور ہو سکتا ہے کچھ عرصہ گزرنے کے ساتھ آپ کے احساسات میں بھی تبدیلی آ جائے اور آپ اسے پسند کرنے لگیں، اور جس طرح دوسری بیوی کے لیے تقسیم کرتے ہیں اس کے لیے بھی اسی طرح تقسیم کرنے لگیں.

قرآن مجید میں بھی یہ صلح مذکور ہے، اور سنت نبویہ میں بھی اس کی دلیل ملتی ہے، اور اہل علم کی کلام میں بھی پائی جاتی ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند سے بدماغی یا اعراض کا ڈر ہو.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ :

یہ وہ شخص ہے جو تکبر کی وجہ سے اپنی بیوی میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند نہ ہو اور وہ بیوی کو چھوڑنا چاہتا ہو تو بیوی اپنے خاوند کو کہے : تم مجھے اپنے نکاح میں ہی رہنے دو، اور میرے جو چاہو تقسیم کرو، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ جب وہ آپس میں راضی ہوجائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2548) صحیح مسلم حدیث نمبر (3021).

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت اس عورت کے بارہ میں نازل ہوئی جو ایسے شخص کے پاس ہو جو ہو سکتا ہے اپنی بیوی سے تکثیر نہ چاہتا ہو اور اسے اس کی صحبت اور اولاد ہو اور بیوی اس سے علیحدہ نہ ہونا چاہتی ہو تو بیوی اسے کہے تم میرے بارہ آزاد ہو" انتہی

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جب آدمی بیوی سے ضرورت پوری کرلے اور اسے ناپسند کرنے لگے، یا پھر اس کے حقوق کی ادائیگی سے عاجز آجائے تو اسے بیوی کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے، اور وہ اپنی بیوی کو اختیار دے سکتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو وہ اس کے پاس ہی رہے، لیکن تقسیم اور وطئ اور نفقہ میں اس کا کوئی حق نہیں، یا اس میں سے کچھ جس طرح خاوند اور بیوی آپس میں صلح کرلیں.

اگر بیوی اس پر راضی ہوجاتی ہے تو لازم ہوگا، لیکن راضی ہونے کے بعد وہ مطالبہ نہیں کرسکتی، سنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور صحیح بھی یہی ہے اس کے علاوہ جائز نہیں.

دیکھیں : زاد المعاد (152/5).

پنجم :

اگر خاوند اسے اپنے نکاح میں رکھ کر حسن معاشرت اختیار کرنے پر صبر نہیں کرسکتا، اور نہ ہی دوسری شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہے، یا پھر بیوی صلح سے انکار کرتی ہے تو پھر آخری اختیار ہی باقی رہتا ہے کہ وہ بیوی کو طلاق دے کر اسے اچھے طریقہ سے چھوڑ دے، اور اس کے پورے حقوق اس کے سپرد کرے.

امید ہے اللہ تعالی اس کے بدلے آپ کے لیے کوئی بہتر عطا فرمائے، اور اس عورت کے لیے آپ سے اچھا خاوند نصیب کرے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہوجائیں تو اللہ تعالی ہر ایک کو اپنی وسعت سے غنی کر دیگا، اور اللہ تعالی وسعت والا حکمت والا ہے}.النساء (130).

اس حالت میں طلاق نہ تو حرام ہوگی اور نہ ہی مکروہ بلکہ مباح ہوگی؛ لیکن جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آخری علاج داغ لگانا ہی صحیح ہے "

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (9/29).

عورت کے برے اخلاق اور اس کی بری معاشرت اور سلوک کی بنا پر یا پھر یہ کہ خاوند اسے پسند نہیں کرتا طلاق مباح ہوگی. انتہی

اللہ سبحانہ وتعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ اور آپ کی بیوی کے لیے وہ اختیار کرے جس میں بہتری اور خیر ہے، اور آپ دونوں کو اس کی توفیق نصیب فرمائے جس میں اللہ راضی ہو، اور آپ دونوں کے حالات اور دلوں کی اصلاح فرمائے.

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے.

واللہ اعلم.